© rasailojaraid.com

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غذا
انسان کی ایک بنیادی ضرورت

سید جلال الدین عمری

غذا انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اس کی مادی ضروریات میں اسے سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ وہ روزِ اول سے اس کا محتاج رہا، اب بھی اس کا حاجت مند ہے اور آیندہ بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یہ اس کی فطرت کا عین تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانِ اول حضرت آدمؑ اور ان کے جوڑے حضرت حوا، کو پیدا کیا، انھیں جنت میں رکھا، انھیں غذا کی ضرورت تھی ان کی یہ ضرورت پوری کی گئی، وہ بغیر کسی روک ٹوک کے جنت کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہے تھے، انھیں اجازت تھی کہ جہاں چاہیں رہیں اور جو چاہیں کھائیں۔ اس بھرپور آزادی کے ساتھ صرف ایک درخت ایسا تھا جس سے دور رہنے کی انھیں ہدایت کی گئی تھی۔ یہی پابندی انھیں جنت میں قیام کا حق دار بنا رہی تھی اور اسی میں ان کا امتحان بھی تھا۔

وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ	ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری
وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْھَا	بیوی جنت میں رہو، اور دونوں وہاں
رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا	خوب کھاؤ جہاں سے تمہارا جی چاہے۔
ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ	لیکن اس درخت کے قریب نہ جاؤ
الظّٰلِمِیْنَ ○ [1] (البقرہ: ۳۵)	ورنہ تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اس جنت کے بارے میں حضرت آدمؑ سے مزید کہا گیا۔

---

[1] یہی آیت معمولی فرق کے ساتھ سورۂ اعراف میں بھی ہے۔ الاعراف: ۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا	بے شک تمہیں اس میں یہ آسائش
وَلَا تَعْرٰى ○ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا	حاصل ہے کہ اس میں نہ بھوکے رہتے ہو
فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ○	اور نہ ننگے اور نہ تمہیں پیاس پریشان کرتی
(طٰہٰ: ۱۱۸-۱۱۹)	ہے اور نہ دھوپ۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ غذا، لباس اور مکان انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ حضرت آدمؑ اپنی بیوی حوا کے ساتھ جنت میں تھے تو اس کا بخوبی اور بہ سہولت انتظام تھا۔ اس کے لیے انھیں محنت مشقت نہیں کرنی پڑتی تھی۔ لیکن شیطان ان کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ وہ اس کے فریب میں آ گئے۔ ہزار نعمتوں کے باوجود شجر ممنوعہ کے قریب ہوئے، اسے چکھا، شاید لذیذ تھا اس لیے کھا بھی لیا۔ نتیجہ بڑا بھیانک سامنے آیا، جنت کا استحقاق کھو دیا، ساری آسائشیں اور راحتیں چھن گئیں، جنت سے نکالے گئے اور زمین پر اتار دئے گئے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ	کہا اتر جاؤ (یہاں سے) تم ایک
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي	دوسرے کے دشمن ہو اور زمین میں
الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ	ایک وقت تک تمہارا ٹھکانا اور
اِلٰى حِيْنٍ ○ قَالَ فِيْهَا	سامان زیست ہے اور فرمایا اسی میں
تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ	تم زندہ رہو گے، اسی میں مرو گے اور
مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (الاعراف: ۲۴-۲۵)	اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

اس طرح زمین آدم وحوا کا مستقر بنی اور ان کی موت وحیات اس سے وابستہ ہو گئی کہ وہ اپنی زندگی کے دن اسی زمین پر گزاریں گے، مرنے کے بعد اسی میں جگہ پائیں گے اور قیامت کے روز اسی سے اٹھیں گے۔ حضرت آدمؑ کو یوں ہی زمین پر چھوڑ نہیں دیا گیا کہ وہ سزا بھگتتے رہیں بلکہ ان کے ذریعہ یہاں ایک نئی دنیا آباد کی گئی۔ اس کے لیے زمین کو نیا رنگ و روپ دیا گیا اور اسے ان کے قیام کے قابل بنایا گیا، اس میں ان کی زیست کا سامان تھا اور ان کی ضروریات کی تکمیل کا انتظام تھا۔

یہ ہے نسل انسانی کا آغاز اور زمین پر اس کی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام۔ پھر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نسل انسانی پھیلی اور زمین کے ہر خطہ میں آباد ہوئی، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جس طرح زمین کو غذا کے ذخیروں سے بھر دیا ہے قرآن مجید بار بار اس کا ذکر کرتا ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کے احسان کا اعتراف اور اس کا شکر ادا کرتا رہے سورۂ انعام میں انسان کی تخلیق کے ذکر کے بعد اس کا بیان ان الفاظ میں ہوا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ انْظُرُوا إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكُمْ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ (الانعام: ۹۹)

اللہ ہی کی ذات ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے ہر طرح کی نباتات اگائی۔ اس سے سرسبز کھیتی پیدا کی پھر اس سے ہم نے تہ بہ تہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور اور زیتون اور انار کے باغ پیدا کیے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور جدا جدا بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان کے پھل لانے اور ان کے پکنے کی کیفیت ذرا دیکھو۔ یقیناً ان میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔

سورۂ عبس میں انسان کی ناشکری اور ناسپاسی کے ذکر کے بعد ارشاد ہے:۔

فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ○ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ○ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ○ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ○ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ○ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ○ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ○ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ○ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ○ (عبس: ۲۴-۳۲)

انسان ذرا اپنے کھانے پر غور کرے۔ ہم نے اوپر سے خوب پانی برسایا، پھر ہم نے زمین کو اچھی طرح پھاڑا، پھر اس سے اگائے غلے، انگور اور ترکاری زیتون اور کھجور اور گھنے باغات اور میوہ اور چارہ (اس میں) متاع زیست ہے تمہارے لیے اور تمہارے چوپایوں کے لیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان آیات میں ہر طرح کی نباتات، غلہ اور اناج، تیل، ترکاری، کھجور، انگور اور انار کا ذکر ہے ان ہی چیزوں سے انسان کی بیشتر غذائی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ دودھ، گوشت، خوردنی تیل اور پھلوں کا ذکر بعض اور آیات میں بھی ملتا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

(المومنون: ۱۹-۲۱)

ہم نے آسمان سے پانی ایک خاص مقدار میں اتارا۔ پھر اسے زمین میں ٹھہرایا، ہم اس کے غائب کرنے پر بھی قادر ہیں۔ ہم نے اسی پانی سے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کیے۔ تمہارے لیے ان باغوں میں بہت سے پھل ہیں۔ ان میں سے تم کھاتے ہو اور وہ درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے۔ تیل بھی لیے ہوئے اگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن بھی۔ اور تمہارے لیے مویشیوں میں عبرت اور نصیحت ہے ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اسی میں سے ہم تمہارے لیے پینے کی چیز (دودھ) نکالتے ہیں۔ تمہارے لیے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

جانوروں کے ذریعہ انسانوں کے لیے دودھ کا اور شہد کی مکھیوں کے ذریعہ شہد کا جس طرح اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا ہے اور اس میں اس کی جو کاریگری ہے اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ

بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں عبرت کا سامان ہے، ان کے پیٹ میں جو گوبر اور خون ہے اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا
لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَمِنْ ثَمَرٰتِ
النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ
مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى
النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ
الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ
وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ
سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ
مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ
اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(النحل: ۶۶-۶۹)

درمیان میں سے ہم تمہیں خالص دودھ
پلاتے ہیں، جو پینے والوں کے لیے
نہایت خوشگوار ہے۔ اور کھجور اور انگور
کے پھلوں سے تم نشہ آور چیز بھی بناتے
ہو اور عمدہ کھانے کی چیزیں بھی۔ بے شک
اس میں عقل رکھنے والوں کے لیے بڑی
دلیل ہے اور تمہارے رب نے شہد
کی مکھی پر وحی بھیجی کر تو پہاڑوں اور
درختوں اور ٹٹیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں
پر چھتے بنائے پھر ہر طرح کے پھلوں
کا رس چوس اور اپنے رب کے ہموار
راستہ پر چلتی رہ۔ اس کے پیٹ سے
پینے کی ایک چیز (شہد) نکلتی ہے جس
کے رنگ مختلف ہیں۔ اس میں لوگوں
کے لیے شفا اور تندرستی ہے بے شک
اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے
لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین میں میٹھے پانی کے بھی اور کھاری پانی کے بھی ذخیرے رکھے ہیں۔ ان میں صرف میٹھا پانی پینے کے کام آتا اور پیاس بجھاتا ہے۔ لیکن تر و تازہ مچھلی دونوں طرح کے پانی سے ملتی ہے اور قیمتی زیورات بھی ان سے نکلتے ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ
هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ
سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ
اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ
لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ

دونوں دریا یکساں نہیں ہیں۔
ایک تو میٹھا ہے، پیاس بجھاتا ہے
اس کا پینا خوشگوار ہے، دوسرا
سخت کھاری اور تلخ (لیکن) دونوں
طرح کے پانی سے تم تر و تازہ گوشت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥ (فاطر: ۱۲)	کھاتے ہو اور پہننے کے لیے زیور نکالتے ہو۔ تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کا سینہ چیرتی چلی جاتی ہیں۔ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر ادا کرو۔

قرآن مجید کی اور بہت سی آیات میں اس طرح کی تفصیلات ہمیں ملتی ہیں۔ ان سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر انسان کی ان تمام ضروریات کا انتظام کر دیا جن کا اس کی فطرت تقاضا کرتی ہے، اس کی کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی تکمیل کا یہاں سامان موجود نہ ہو۔

وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ٥ (الاعراف: ۱۰)	ہم نے تمہیں زمین میں اقتدار دیا اور تمہارے لیے اس میں سامان زندگی پیدا کیا۔ مگر تم لوگ کم ہی شکر کرتے ہو۔

ایک دوسری جگہ یہی بات کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی۔

وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ٥ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِيْنَ ٥ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر: ۱۹، ۲۱)	ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بھاری پہاڑ رکھ دئے اور ہر طرح کی نباتات اس میں ایک مقدار میں اگائی ہے اور تمہارے لیے اس میں معاش کے سامان رکھ دئے اور ان بہت سی مخلوقات کی بھی (معاش رکھ دی) جن کے تم رازق نہیں ہو۔ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں۔ اور ہم ایک متعین مقدار میں اسے آتارتے رہتے ہیں۔

ان آیات میں جو بات بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر معاش کا بھرپور سامان کیا ہے، جس سے انسان کی بھی اور دوسری مخلوقات کی بھی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ بہت سی مخلوقات انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ ان کا رازق نہیں ہے بلکہ اللہ انھیں روزی پہونچاتا ہے۔ معاش کا یہ سامان خدا کی بے پناہ مخلوق کے استعمال سے ختم نہیں ہونے والا ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں البتہ وہ جس وقت دینا چاہتا ہے اور جسے جتنا دینا چاہتا ہے دیتا ہے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اس کے خزانے ختم ہوگئے اور اب اس کی مخلوق کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ یہ دنیا جب تک ہے اس کا نظم جاری رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی معاش کا نظم اس طرح نہیں کیا ہے کہ وہ غیب سے اس کے پاس خود بخود پہونچتا چلا جائے بلکہ اس کے لیے اسے جدوجہد اور تگ ودو کرنی پڑتی ہے اور زمین میں چھپے ہوئے رزق کے خزانوں کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق اس انداز سے کی ہے کہ آدمی دوڑ دھوپ بھی کر سکے اور اسے آرام بھی ملتا رہے۔ آرام کے بغیر مسلسل جدوجہد اس کے لیے ناممکن اور اس کی جسمانی ساخت کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ	اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا	تمہارے لیے رات اور دن بنائے
فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ	تاکہ تم (رات میں) آرام کرو اور (دن میں)
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○	اس کا فضل (روزی) تلاش کرو تاکہ
(القصص: ۷۳)	تم اس کا شکر ادا کرو۔

نماز جمعہ کے آداب بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ جب اذان ہو جائے تو کاروبار بند کر کے مسجد میں حاضر ہو جاؤ اور خطبہ اور نماز میں شریک رہو۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا	پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین
فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش
(الجمعہ: ۱۰)	کرو۔

حج کے ذیل میں فرمایا:۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ	اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم حج

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ — کے دوران میں اللہ کا فضل (بھی) تلاش کرو۔ (البقرہ: ۱۹۸)

رزق کی تلاش میں تگ و دو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کے سفر کی قرآن مجید صرف یہی نہیں کہ اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی ہمت افزائی کرتا ہے۔ ارشاد ہے:۔

هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ ذَلُوۡلًا فَامۡشُوۡا فِىۡ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِهٖ‌ؕ وَاِلَيۡهِ النُّشُوۡرُ ۝ (الملک: ۱۵)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر رکھا ہے کہ تم اس کے کندھوں پر چلو اور کھاؤ اس کا رزق۔ اسی کے پاس تمہیں زندہ ہو کر جانا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ نماز تہجد فرض نہیں ہے۔ اگر فرض ہو تو بڑی دقت پیش آئے گی۔ اس کا ایک سبب یہ بیان ہوا:۔

وَاٰخَرُوۡنَ يَضۡرِبُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ يَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ (المزمل: ۲۰)

اور کچھ لوگ زمین میں اللہ کے فضل (روزی) کی تلاش میں سفر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے زمین اور آسمان مسخر کر دیئے ہیں، بحر و بر اس کے زیر تابع ہیں۔ وہ چاہے تو خشکی اور تری دونوں میں اپنی معاشی جدوجہد جاری رکھ سکتا ہے اور آسمان کی کھلی فضاؤں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَـكُمُ الۡبَحۡرَ لِتَجۡرِىَ الۡفُلۡكُ فِيۡهِ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝ وَسَخَّرَ لَـكُمۡ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مِّنۡهُ‌ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝ (الجاثیہ: ۱۲-۱۳)

اللہ ہی ہے جس نے سمندر کو تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں اس میں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکرگزار بنے رہو اور اس نے تمہارے لیے اپنی طرف سے مسخر کر دیں وہ ساری چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

سمندر کے سفر اور اس کے معاشی فوائد کا ذکر اس سے پہلے بھی آچکا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن کہتا ہے کہ اتنے بڑے سمندر کا مسخر ہونا، اس پر انسان کا سفر کرنا، سازوسامان سے لدے ہوئے جہازوں اور کشتیوں کا سطح آب پر تیرنا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اس پر قابو پالے۔ اگر وہ عقل و بصیرت سے کام لے تو اس میں قدرت کی بڑی نشانیاں اسے نظر آئیں گی۔

.... وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي	.... اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں
الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ......	چلتی ہیں ان چیزوں کو لے کر جو لوگوں
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۞	کو نفع دیتی ہیں ..... بڑی نشانیاں ہیں
(البقرہ: ۱۶۴)	عقل والوں کے لیے۔

اس معاملہ میں اسلام کا نقطہ نظر بالکل واضح ہے۔ وہ یہ کہ یہ کائنات انسان کے سامنے پھیلی ہوئی ہے۔ اس میں اس کی زلیست کا نوع بہ نوع سامان اور ہر طرح کے اسباب معاش موجود ہیں۔ وہ انھیں تلاش کرے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔

اسلام ایک اور حقیقت ہمارے سامنے لاتا ہے۔ وہ یہ کہ انسان نرا حیوان نہیں ہے۔ وہ ایک برتر اور اعلیٰ مخلوق ہے۔ اس کے اور حیوان کے درمیان جو بہت سے فرق ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پاک غذائیں عطا کی ہیں، جب کہ دوسری مخلوقات پاک اور ناپاک کے فرق کے بغیر اپنی بھوک پیاس بجھاتی ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل میں انسان کے عزو شرف کا بیان ان الفاظ میں ہوا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَ	ہم نے بنو آدم کو عزت دی، انھیں
حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	خشکی اور سمندر میں سواریاں عطا کیں
وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ	اور صاف ستھری اور پاکیزہ چیزوں کی
وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ	روزی دی اور اپنی بہت سی مخلوقات
خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۞ (بنی اسرائیل: ۷۰)	پر انھیں نمایاں فضیلت بخشی[1]

---

[1] دنیا کی ہر مخلوق سے انسان کی برتری بالکل واضح ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور ہماری تفسیر کی کتابوں میں اس پر بڑی بحثیں ہیں۔ وہ یہ کہ کیا انسان ملائکہ سے بھی افضل اور برتر ہے۔ بعض علماء کے نزدیک ملائکہ انسانوں سے افضل ہیں۔ صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی یہی رائے بتائی جاتی ہے۔ (رجال)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورۂ غافر میں ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ	اللہ ہی ہے جس نے تمہارے
الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً	لیے زمین کو جائے قرار اور آسمان کو
وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ	چھت بنایا، تمہاری صورت بنائی
وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ	اور بہت ہی عمدہ صورت بنائی۔ اور
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ	تمہیں صاف ستھری اور عمدہ چیزیں کھانے
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○	کو دیں۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے بس بڑی

= نے اسے ترجیح دی ہے۔ بعض حضرات ملائکہ پر انسانوں کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اس سلسلے میں بعض روایات بھی پیش کی جاتی ہیں لیکن سند کے اعتبار سے یہ کچھ زیادہ قوی نہیں ہیں (ابن کثیر: تفسیر ۳/۵۱) بعض حضرات نے درمیانی راہ اختیار کی ہے۔ وہ یہ کہ خدا کے رسول اور اس کے پیغمبر مطلقاً سب سے افضل ہیں۔ پھر فرشتوں میں وہ فرشتے جو پیغام رسانی کا کام انجام دیتے ہیں وہ دوسرے فرشتوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ عام فرشتے تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ یہی امام ابوحنیفہ، اکثر شوافع اور اشاعرہ کی رائے ہے۔ انسانوں میں پیغمبروں کے علاوہ خدا ترس اور نیک بندوں کے مقام و مرتبہ سے بھی بحث کی گئی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھی جائے۔ روح المعانی: جزء ۱۵/۱۱۸-۱۲۰

زمخشری ان لوگوں میں سے ہیں جو انسانوں پر ملائکہ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ انھوں نے مخالف نقطۂ نظر پر سخت جرح کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن نے 'جمیع' کا نہیں 'کثیر' کا لفظ استعمال کیا ہے مطلب یہ کہ قرآن نے یہ نہیں کہا کہ انسان کو تمام مخلوقات پر بلکہ یہ کہا کہ بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ 'کثیر' کا لفظ 'جمیع' کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اس لیے اس سے اس بات کی تردید نہیں ہوتی ہے کہ انسان سب سے افضل ہے۔ پھر اس پہلو سے دیکھا جائے کہ اللہ کی مخلوق میں نبو آدم کے علاوہ دوسرے مخلوقات کی کثرت ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ ان کثیر مخلوقات پر ہم نے نبو آدم کو فضیلت دی تو اس کے صاف معنی یہی ہوتے کہ سب پر فضیلت دی (الکشاف مع حاشیہ ابن المنیر ۲/۵۸۴) علامہ آلوسی کی یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جو فضیلت زیر بحث ہے اس کا تعلق تقویٰ اور نیکی سے ہے۔ آیت میں یہ بحث نہیں ہے اس میں تو ان احسانات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان پر بہ حیثیت نوع کے کیے ہیں۔ اس میں ہر سے بھلے سب ہی آجاتے ہیں۔ روح المعانی: ۱۵/۱۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(غافر: ۶۴) برکت والی ہے اللہ کی ذات جو

رب العالمین ہے۔

مطلب یہ کہ رب العالمین کے انسان پر بے شمار احسانات ہیں، زمین اس کے لیے جائے قرار ہے، وہ یہاں سکون کے ساتھ رہ سکتا ہے یہ نیلگوں آسمان اس کے لیے چھت کا کام دے رہا ہے۔ وہ نیچے اور اوپر دونوں طرف سے محفوظ ہے۔ اللہ نے اس کی بہترین صورت گری کی ہے، یہ حسین شکل وصورت اور یہ عمدہ قد و قامت کسی کو نہیں عطا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ اس کی غذا کے لیے عمدہ چیزیں پیدا کی ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ کے احسانات کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ	اللہ نے تمہارے لیے تمہاری ہی
اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَکُمْ	جنس سے بیویاں پیدا کیں اور تمہاری
مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ وَحَفَدَۃً	بیویوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے
وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ	اور تمہیں صاف ستھری اور عمدہ چیزیں
اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ	کھانے کے لیے عطا کیں تو کیا یہ لوگ
اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْنَ	باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کے احسانات

(النحل: ۷۲) کا انکار کرتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ کے دو احسانات بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ہے بیوی بچوں اور خاندان کی دولت، جس کی وجہ سے انسان بہت ہی پاکیزہ رشتوں اور ناطوں میں بندھا ہوا ہے۔ اس کے چاروں طرف ہمدرد افراد کا ایسا حلقہ ہے جو اس کے دکھ سکھ اور رنج وراحت میں شریک ہے۔ دوسرا احسان ہے پاکیزہ روزی۔ یہ دونوں چیزیں کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں ہیں۔

ان آیات میں 'طیبات' یا پاک غذاؤں کا جو بار بار ذکر ہے اس کے کئی پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ انسان اپنی غذائی ضروریات صاف ستھری اور پاک چیزوں سے پوری کرتا ہے، ناپاک، گندی، گلی سڑی اور بدبو دار چیزیں اس کی غذا میں شامل نہیں ہیں، جب کہ بہت سی دوسری مخلوقات ان ہی میں سانس لیتی ہیں اور ان ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے غذا حاصل کرتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو چیزیں اس کی غذا میں شامل ہیں ان کے بھی صاف ستھرے، نرم وملائم اور نفیس اجزا وہ استعمال کرتا ہے۔ دانہ وہ کھاتا ہے، بھوسی اور چوکر، مویشیوں اور جانوروں کو کھلاتا ہے، پھل وہ کھاتا ہے اور بیشتر پھلوں کے چھلکے غذا کی دوسری مخلوقات کے کام آتے ہیں۔ مچھلی اور بہت سے جانوروں کا گوشت اور ان کے عمدہ اجزاء کو وہ اپنی غذا میں شامل کرتا ہے اور ان کے گندے اجزاء دوسرے جانوروں کی خوراک بن جاتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ وہ غذا کو پکاکر اور ایک غذا کو دوسری غذا کے ساتھ ملاکر اپنے لیے قابلِ ہضم، زیادہ مفید، لذیذ اور ذائقہ دار بناتا ہے۔ یہ امتیاز اور خصوصیت کسی اور ذی روح مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔ ہمارے قدیم علماء نے بھی اس کی اس خصوصیت کا ذکر کیا ہے۔

طیبات کی اس بحث کے شروع میں سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نقل ہوئی ہے۔ اس کے ذیل میں علامہ قرطبی کہتے ہیں۔

طیبات سے مراد لذیذ ماکولات اور مشروبات ہیں۔ مقاتل نے کہا ہے کہ گھی، شہد، مکھن، کھجور، حلوئی (جیسی چیزیں اس میں آتی ہیں) جب کہ دوسری مخلوقات کی روزی بھوسی اور ہڈی جیسی چیزوں میں رکھی گئی ہے [۱]

امام رازی فرماتے ہیں:۔

انسان اپنی غذا حیوانوں سے بھی حاصل کرتا ہے اور نباتات سے بھی۔ اس میں غلہ اور اس نوعیت کی سب چیزیں آجاتی ہیں۔ ان میں جو بہترین چیزیں ہیں انھیں صاف کرکے، پکاکر اور لذیذ بناکر وہ استعمال کرتا ہے۔ یہ بات سوائے انسان کے کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں ہے [۲]

علامہ ابن کثیر نے انسان کی تکریم اور اس کی غذا کے متعلق جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم سے نوازا، اسے بہترین ساخت عطا کی، وہ پیروں سے بالکل سیدھا چلتا ہے، غذا ہاتھ سے کھاتا ہے، جب کہ جانور

۱؎ قرطبی: الجامع لاحکام القرآن: ۱۰/ ۱۹۱

۲؎ رازی: التفسیر الکبیر: ۵/ ۳۷۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چار پیروں سے چلتے اور براہِ راست مونھ سے کھاتے ہیں، اسے سمع و بصر اور عقل و فہم کی ایسی قوت ملی ہے کہ وہ چیزوں کے درمیان فرق کرتا، دنیا اور آخرت میں ان کے نفع و نقصان اور ان کے اثرات و نتائج سے باخبر ہوتا اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے، اپنی سواری کے لیے خشکی میں جانوروں سے اور سمندر میں کشتیوں اور جہازوں سے کام لیتا ہے، اس کی غذا میں طرح طرح کے کھانے ۔ غلہ، پھل گوشت اور دودھ جیسی چیزیں شامل ہیں۔ وہ عمدہ مناظر سے استفادہ کرتا اور بیش قیمت ملبوسات پہنتا ہے۔ یہ سب چیزیں آدمی خود بھی تیار کرتا ہے اور دوسرے مقامات سے بھی اس کے پاس پہونچتی ہیں۔[1]

ان آیات میں 'طیبات' عمدہ اور نفیس غذاؤں کو کہا گیا ہے۔ یہ لفظ حلال چیزوں کے لیے بھی آیا ہے۔ اس کا مقابل لفظ 'خبائث' ہے۔ قرآن مجید نے حرام چیزوں کو اسی سے تعبیر کیا ہے۔ حلال چیزوں کے استعمال کی وہ پوری اجازت دیتا ہے، البتہ حرام چیزوں سے صراحتًا منع کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وصف خاص یہ بیان ہوا ہے:

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ — وہ ان کے لیے پاک چیزیں حلال

يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (اعراف: ۱۵۷) — کرتا اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے۔

غذا کے بارے میں مختلف رویے اختیار کیے جاتے رہے ہیں۔ ایک یہ کہ جس چیز سے پیٹ بھر جائے، جسم کو تازگی اور توانائی حاصل ہو، کام و دہن کو لذت ملے اور جو نفس کو مرغوب ہو آدمی اس سے جی بھر کر فائدہ اٹھائے، خوب کھائے پئے اور عیش کرے۔ اس میں جائز و ناجائز کا فرق کرنا ایک بارِ گراں ہے۔ انسان کی خواہشات اور ضرورتیں اس کی متحمل نہیں ہوسکتیں۔ مذہب کی پیدا کردہ حلال و حرام کی ساری بحثیں بے معنیٰ ہیں۔ یہ مادہ پرستانہ نقطۂ نظر ہے۔ اس میں انسان اپنے نفس اور خواہش کی اتباع کرتا ہے۔ اس سے برتر کسی قاعدہ اور ضابطہ کو تسلیم نہیں کرتا قرآن مجید کے الفاظ میں یہ رویہ انسان کو حیوان بنا دیتا ہے۔ اس لیے کہ حیوان بھی

---

[1] ابن کثیر: تفسیر ۳/۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سے آگے نہیں سوچتا۔ وہ کہتا ہے:

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّهُمْ ۝ (محمد: ۱۲)

جن لوگوں نے اللہ کا انکار کیا وہ دنیا سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس طرح کھا رہے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں۔ جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔

دوسرا رویہ یہ ہے کہ حلال و حرام کا تعین خود سے کر کے اسے خدا کی طرف منسوب کر دیا جائے۔ یہ حرکت ان افراد اور قوموں کی طرف سے ہوتی ہے جو اصولی طور پر دین اور مذہب کو تو مانتے ہیں لیکن ان کے پاس دین کی صحیح تعلیمات نہیں ہوتیں۔ وہ مختلف اوہام و خرافات اور فاسد تصورات کے تحت حلال و حرام کی فہرست خود سے وضع کرتے رہتے ہیں اور اسے اپنے خود ساختہ دین کا جزء بناتے چلے جاتے ہیں۔ دنیا کی اور بہت سی قوموں کی طرح عرب کے مشرکین بھی اس غلطی کا ارتکاب کر رہے تھے۔ قرآن مجید نے ان سے اس کی دلیل طلب کی۔ اس نے کہا حلال و حرام کا تعین کرنا خدا کا کام ہے۔ اس کی ذمہ داری تم نے کب سے لے لی؟ یہ مقام تمہیں کب سے حاصل ہو گیا کہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کے بارے میں فیصلہ کرو کہ ان میں سے کس کا استعمال جائز ہے اور کس کا ناجائز۔ کون حلال ہے اور کون حرام؟ ارشاد ہوا۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ (یونس: ۵۹)

ان سے کہو کہ کیا تم نے اس پر غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو رزق اتارا اس میں سے کسی چیز کو تم نے حرام اور کسی کو حلال ٹھہرا لیا۔ ان سے پوچھو کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر افتراء کر رہے ہو۔

اسی ذیل میں ایک اور جگہ فرمایا:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا

اور نہ کہو تم، جو جھوٹ تمہاری زبانیں بولتی ہیں کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ اسی طرح تم اللہ پر بہتان باندھو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (النحل: ۱۱۶-۱۱۷)	جو لوگ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ تھوڑا سا فائدہ ہے (جو اس سے وہ حاصل کر رہے ہیں بالآخر) ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔[1]

تیسرا رویہ رہبانیت کا ہے۔ اس میں آدمی روح کی جلا اور اس کی ترقی کے لیے مادی تقاضوں سے صرف نظر کرنا اور انھیں دبانا اور پامال کرنا ضروری سمجھ بیٹھتا ہے، حلال اور پاک چیزوں کا دروازہ بھی اپنے اوپر بند کر لیتا ہے، مباحات بھی اس کے لیے ممنوعات بن جاتی ہیں۔ اس طرح وہ غیر ضروری بندشوں میں گرفتار ہوتا چلا جاتا ہے اور اپنے نفس پر بے جا تشدد اور ناروا سختی کرنے لگتا ہے۔ یہ سب کچھ تقویٰ، خدا ترسی اور روحانی ترقی کے غلط تصور کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے پیغمبروں کا اسوہ اس کی تردید کرتا ہے۔ وہ تقویٰ اور طہارت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ ان کی روحانی بلندی کو کوئی دوسرا پا نہیں سکتا۔ انھیں اللہ کی طرف سے جو تعلیم دی گئی اور جس کے وہ پابند رہے وہ یہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (المؤمنون: ۵۱)	اے رسولو! صاف ستھری چیزیں کھاؤ اور صالح عمل کرو۔ بے شک میں جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں انسان کے اس منفی رویہ کو قرآن مجید سراسر غلط قرار دیتا اور کہتا ہے کہ پاک چیزوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ یہ بھی شیطان کا ایک حربہ ہے کہ اللہ نے جن چیزوں کو حلال اور طیب قرار دیا ہے انھیں انسان حرام سمجھ لے اور اسے اللہ کی طرف منسوب کرنے لگے ارشاد ہے:۔

---

[1] مشرکینِ عرب کی خود ساختہ حرمت و حلت کی مزید تفصیل سورۂ انعام میں دیکھی جا سکتی ہے۔ آیت ۱۳۶ تا ۱۴۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

...PPA THOTA
...PALYAM, BANGALORE

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا
فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا
تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ
إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○ إِنَّمَا
يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ
وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا
تَعْلَمُونَ ○ (البقرہ: ۱۶۸-۱۶۹)

اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے اس
میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ۔
شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو وہ تمہارا
کھلا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں بدی اور
فحش کا اور اس بات کا حکم دیتا ہے کہ
تم وہ باتیں گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب
کرو جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔

مزید ارشاد ہے:۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ
الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ
مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ
آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○
(الاعراف: ۳۲)

ان سے پوچھو وہ زینت جو اللہ
نے بندوں کے لیے پیدا کی اور کھانے
کی پاک چیزیں کس نے حرام کی ہیں۔کہو
دنیا کی زندگی میں یہ اہلِ ایمان کے لیے
ہیں اور قیامت کے روز تو ان ہی
کے لیے خاص ہوں گی۔ اس طرح
ہم جاننے والوں کے لیے آیات کی
تفصیل کرتے ہیں۔

بعض صحابہ کرام نے تقویٰ اور خدا ترسی سے قریب تر یہ بات سمجھی کہ طیبات اور حلال چیزوں سے بھی اجتناب کیا جائے۔ قرآن مجید نے اس کی اصلاح کی اور فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ
اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ
اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا
طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

اے ایمان والو! جو پاک چیزیں
اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں
انھیں حرام نہ ٹھہرالو اور حد سے نہ بڑھو۔
بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے
والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اللہ نے
تمہیں جو حلال و طیب رزق دیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَنۡتُمۡ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ ○ (المائدہ : ۸۷-۸۸)

وہ کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو[1]

اس طرح اسلام نے غذا کے بے قید استعمال پر تنقید کی، اس بات سے بھی منع کیا کہ آدمی خود سے اس کے حدود و قیود وضع کرے اور حلال و حرام کا فیصلہ کرے، اس نے اس تصور پر بھی ضرب لگائی کہ پاک چیزوں سے اجتناب نیکی اور تقویٰ کی علامت ہے۔ غذا کے استعمال سے متعلق غلط رویوں پر تنقید کے ساتھ اس نے اس بارے میں صحیح رویہ بھی متعین کیا ہے۔ اس ذیل میں ہمیں اس کی حسب ذیل ہدایات ملتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام ٹھیرایا ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔ سوائے اضطرار اور مجبوری کے ان سے کبھی فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ اضطرار میں ضرورت کی حد تک ان کے استعمال کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔ جہاں اضطرار نہ ہو وہاں ان کے استعمال پر اس کی طرف سے گرفت اور باز پرس ہوگی۔ ارشاد ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ‌ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ○ (النحل : ۱۱۵)

اللہ نے تو بس یہ چیزیں تم پر حرام کی ہیں۔ مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر ذبح ہوا ہو۔ پس (اس کے باوجود) جو شخص بھوک سے مجبور ہو کر یہ چیزیں کھا لے، بشرطیکہ وہ اس سے لذت کا طالب نہ ہو اور حد سے آگے نہ بڑھے تو (اللہ معاف کر دے گا) بے شک اللہ غفور و رحیم ہے[2]۔

---

[1] امام ابن جریر طبری نے آیت ۸۷ کے ذیل میں جن صحابہ کرام کے اندر اس طرح کا رجحان ابھرا تھا ان کا اور ان سے متعلق واقعات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ تفسیر طبری جدید ایڈیشن ۱۰/۵۱۴-۵۲۳ ان میں سے بعض واقعات حدیث کی کتابوں میں بھی ملتے ہیں۔

[2] یہ آیت مکی ہے۔ سورۂ بقرہ جو مدنی ہے، اس میں بھی یہ آیت (۱۷۳) معمولی فرق کے ساتھ آئی ہے۔ سورۂ مائدہ (آیت ۳) میں اس کی مزید کچھ تفصیل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کھانے پینے کی جو چیزیں حرام ہیں اس آیت میں ان کا ذکر کیا گیا ہے بعض اور چیزوں کی حرمت بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے ۔ یہ تعداد میں بہت تھوڑی ہیں ۔ ان کے علاوہ باقی تمام ماکولات ومشروبات حلال اور طیب ہیں ۔ قرآن وحدیث میں ان کی تفصیل نہیں بیان ہوئی ہے ۔ انسان اپنی عمر، صحت، ضرورت، مزاج اور جغرافیائی اور معاشرتی حالات وظروف کے تحت ان کے استعمال اور عدم استعمال کا خود فیصلہ کرسکتا ہے ۔ حرام وحلال کا اصول ایک خاص پس منظر میں اس نے اس طرح بیان کیا ہے ۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ٥
(الانعام: ۱۱۹)

آخر تم اس جانور کا گوشت کیوں نہ کھاؤ جسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے ان چیزوں کو بیان کردیا ہے جو اس نے تم پر حرام ٹھہرائی ہیں ۔ حالتِ اضطرار میں ان کا استعمال بھی جائز ہے ۔ بے شک بہت سے لوگ بغیر علم کے اپنی خواہشات کو لے کر لوگوں کو گم راہ کرتے رہتے ہیں ۔ بے شک تمہارا رب زیادتی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے ۔

مطلب یہ کہ جو محرمات ہیں انھیں تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے ۔ ان کے علاوہ باقی ساری چیزیں حلال اور طیب ہیں ۔ ان کو بے تکلف استعمال کیا جاسکتا ہے ۔ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی حلال چیز کو حرام اور اللہ کی عطاکردہ وسعت کو تنگی میں تبدیل کردے ۔ یہ لوگوں کو گم راہ کرنے کی کوشش اور ان کے ساتھ بڑی ظلم وزیادتی ہوگی ۔

۲۔ اسلام کھانے پینے میں اسراف سے بچنے کی تاکید کرتا ہے ۔ ارشاد ہے ۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ٥
(الاعراف: ۳۱)

کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسراف کے کئی پہلو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی کھانے پینے میں حدود شریعت کا پابند نہ رہے اور حلال و حرام کے فرق کے بغیر پوری آزادی کے ساتھ پیٹ کے تقاضے پورے کرتا چلا جائے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ کھانے پینے پر بے تحاشا دولت اور مادی وسائل صرف کیے جائیں، ہر وقت دسترخوان کو زیادہ سے زیادہ آراستہ کرنے کی فکر سوار رہے۔ جیسے زندگی کا کوئی اعلیٰ مقصد نہ ہو۔ صرف کھانے پینے کی لذت مقصود حیات بن جائے۔ اس کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ آدمی حد سے زیادہ مقدار میں کھائے۔ خوراک کا بڑھانا روح کی کثافت کا باعث ہے اور اس سے جسمانی صحت بھی برباد ہوتی ہے۔

۳۔ غذا پر انسان کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اللہ نے اس کے لیے اسے طرح طرح کی لذیذ غذاؤں سے نوازا ہے۔ اسلام کا مطالبہ ہے کہ اللہ کے اس فضل و احسان پر انسان کو اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو،
مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا	کھاؤ وہ پاک چیزیں جو ہم نے تمھیں دی
لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۝	ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی
(البقرہ: ۱۷۲)	عبادت کرتے ہو۔

یہی بات سورۂ نحل میں ان الفاظ میں کہی گئی ہے۔

فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا	پس اللہ نے جو حلال اور پاک چیزیں
طَیِّبًا وَّاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ	تمھیں دی ہیں انھیں کھاؤ اور اللہ کا
کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۝	شکر ادا کرتے رہو اگر تم اسی کی عبادت
(النحل: ۱۱۴)	کرتے ہو۔

اس سے بڑی ناسپاسی اور احسان فراموشی اور کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ کی نوع بہ نوع نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کے باوجود انسان اس کا اعتراف نہ کرے اور شکر نہ ادا کرے۔

وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ	اور مردہ زمین ان کے لیے ایک
اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا	نشانی ہے۔ ہم نے (بارش کے ذریعہ)
حَبًّا فَمِنْہُ یَاْکُلُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا	اسے زندہ کیا اور اس سے اناج پیدا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فِيهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ o لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ o (یٰسٓ ۳۴-۳۵)

کیا جیسے وہ کھاتے ہیں۔ اس میں ہم نے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کیے اور چشمے اس میں نکالے تاکہ وہ ان کے پھل کھائیں۔ ان کے ہاتھوں نے یہ نہیں بنائے ہیں پھر وہ شکر کیوں نہیں کرتے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ o (ابراہیم: ۳۴)

اور اللہ نے تمہیں وہ سب کچھ دیا جو تم نے (تمہاری فطرت نے) اس سے طلب کیا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکتے۔ بے شک انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری انسان کو اس کی نافرمانی اور بغاوت کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کے بعد کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں اور دنیا اور آخرت تباہ ہو کر رہتی ہے، یہی بات بنو اسرائیل کو سمجھائی گئی تھی۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى o (طٰہٰ: ۸۱)

جو صاف ستھری چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں وہ کھاؤ اور اس میں حد سے آگے نہ بڑھو (کہ ناشکری اور بغاوت کی راہ اختیار کرو) ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا وہ پھر گر کر رہا (تباہ ہوا)

۴۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ کے پیدا کردہ جن غلوں سے، پھلوں اور میووں سے اور دوسری بے شمار نعمتوں سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے، ان میں دوسروں کا بھی حق ہے۔ اس حق کو فراموش نہ کرے۔ ارشاد ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

وہی ذات ہے جس نے باغات پیدا کیے۔ ان میں سے (بعض وہ ہیں)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الانعام: ۱۴۲)

جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور (بعض وہ ہیں) جو ٹٹیوں پر چڑھائے نہیں جاتے ۔ کھجور کے درخت اور کھیتی اس نے پیدا کی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف قسم کی ہوتی ہیں ۔ اسی نے زیتون اور انگور پیدا کیے جن کے پھل ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہیں اور مشابہ نہیں بھی ہیں ۔ ان کی پیداوار کھاؤ جب وہ تیار ہوجائے اور ان کی فصل کاٹتے وقت ان کا حق ادا کرو ۔ اسراف نہ کرو ۔ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

یہاں دوسروں کا حق ادا کرنے کے حکم کے ساتھ اسراف کی ممانعت ہے ۔ اس لیے کہ جو آدمی اسراف میں مبتلا ہو وہ دوسروں کا حق ادا نہیں کرسکتا ۔

اسلام اور مشکلاتِ حیات

معروف عالم دین اور اسلامی ادیب مولانا ابوالبیان حماد لکھتے ہیں "کتاب پڑھ کر بے ساختہ غالب کا یہ شعر میری زبان پر آگیا ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ سمجھا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

کتاب میں موضوع اور مواد کی گہرائی و گیرائی کے علاوہ اس میں زبان و بیان کی جو حلاوت اور ادبیت کی جو شیرینی موجود ہے اس سے بھی میں محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور آپ کے بعض فقرے اور جملے بار بار پڑھنے کو جی چاہ رہا تھا ۔ کتاب اگرچہ مختصر سی ہے لیکن آپ نے اس کتاب کے ذریعہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کی سعی جمیل کی ہے ۔ بغیر کسی تکلف کے اس کتاب کو نقامت کہتر و بقیمت بہتر کہا جاسکتا ہے ۔"

مولانا سید جلال الدین عمری کی اس اہم کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوچکا ہے ۔

صفحات ۸۸ ۔ قیمت ۸/ روپے

ملنے کا پتا : ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی پان والی کوٹھی ۔ دودھ پور علی گڑھ ۔ ۲۰۲۰۰۲

© rasailojaraid.com